



سوال

جہری نمازوں میں سورہ فاتحہ کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جہری نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ام القرآن کا ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی ﷺ قال إذا كنت مع الامام فاقراء بام القرآن قبلہ اذا سکت۔ (کتاب القراءة: ص ۵۴)

”عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو امام کے ساتھ نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے سکتے ہیں یہی سورہ فاتحہ پڑھ لیا کر۔“

((عن ابن عباس أنقرءون فی صلاتکم قلعت الامام والایام یقرأ: قل تظنوا انی قرأتکم بفاتحہ الكتاب فی نفسی)) (مخبر کثر الاعمال درعاشیہ مسند احمد: جلد ۳ ص ۱۸۶)

”عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مقتدیوں (صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر) فرمایا:

جب امام پڑھتا ہے تو کیا تم اپنی نماز میں امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ایسا مت کیا کرو، تم میں سے ہر ایک صرف سورہ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کرے۔“

سورہ فاتحہ کے بغیر نماز غیر مکمل ہے

((عن ابن عمر عن رسول اللہ ﷺ انه قال من صلی صلوۃ لم یقرأ بام القرآن فی صلاۃ غیر تمام)) (کتاب القراءة: ص ۴۳)

”عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔ وہ نماز ناقص ہے (مردہ ہے) مکمل نہیں

ہے۔

فاتحہ کے علاوہ کوئی قراءت مقتدی پر واجب نہیں:



((عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه ان النبي ﷺ اتقروا ن ظلي؛ قلنا لم قال فلا نطقوا الا بقراءة الكتاب)) (كتاب القراءة ص ۵۳)

”حضرت عبد اللہ پلینے باپ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو۔“

امام الانبیاء ﷺ کا فرمان اور فرضیت فاتحہ:

((عن ابی سعید الخدری انہ قال امر رسول اللہ ﷺ ان یقرأ فاتحہ الخشب فی کل رکعہ)) (مسک الختام شرح بلوغ المرام: ج ۱ ص ۲۱۸، شرح صحابہ: ج ۳ ص ۳۱۳)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھا کریں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لہجہ اور فرضیت فاتحہ:

((عن ابی ثمرہ، عن ابی سعید، انہما یقینا صلی اللہ علیہ وسلم ان یقرأ بفاتحہ الخشب و یأختر)) (مسند احمد: ج ۳ ص ۳ - البدایہ: ج ۱ ص ۱۱۸ - کتاب القراءة ص ۱۲)

”ابو ثمرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) سورۃ فاتحہ جو میسر ہو پڑھا کریں۔“

سورۃ فاتحہ کی شان اور تارک کا نقصان:

((قال سمعت ابامامہ یقول قال رسول اللہ ﷺ من لم یقرأ غلت الامام فلو تہدج)) (کتاب القراءة: ص ۵۳، طبع دہلی)

”حضرت ابو امامہ کے خادم ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص (مردہ) ہے۔“

فرض تو صرف سورۃ فاتحہ ہی ہے:

((عن عمر بن شعیب، عن عبد اللہ بن عباس ان النبي ﷺ رکعتین لم یقرأ فیما الا بقراءة الخشب)) (کتاب القراءة: ص ۸، فتح الباری: ج ۳ ص ۳۱۵ دہلی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے، پس پڑھیں آپ نے دو رکعتیں ان میں سوائے سورۃ فاتحہ کی قراءت نہ کی۔“

امام و مقتدی دونوں پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے:

عن عمرو بن شعیب، عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ لا صلوة الا بصلوة لمن لم يقرأ بفاتحته الخشب)) (کتاب القراءة: ص ۵۳، طبع دہلی، جزاء القراءات، ص ۸، طبع دہلی، کتاب القراءة: ص ۵۳)

”فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں، ہم لوگ جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہ پڑھو مگر سورۃ فاتحہ۔“

ترک فاتحہ سے ہر نماز بے کار ہے:

((عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحته الخشب)) (کتاب القراءة: ص ۳۳، طبع دہلی)

”ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی نماز نہیں ہے۔“

سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز مقبول نہیں :

((قال سمعت محمد ﷺ يقول كل صلوة لا يقرأ فيها فاتحة الكتاب فهي خداج لم يقبل)) (كتاب القراءة: ص ۵۳، طبع دہلی۔)

ہر نمازی کے لیے ہر نماز میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے :

جواب : سوال نمبر ۲ : سورۃ فاتحہ کے ارکان میں سے ایک رکن اور فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز خواہ نفل ہو یا فرضی، پڑھنے والا مقامی ہو یا مسافر، امام ہو یا مقتدی، یعنی ہر نمازی کے لیے ضروری کہ وہ اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مجتہد مطلق امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں یوں باب باندھا ہے :

((باب وجوب القراءة للنام والناوم في الصلوات كلها، في الصلوة والسفر، وما يخرجها عنه من غير)) (صحیح بخاری: ص ۱۰۳ ج ۱)

”امام اور مقتدی کے لیے تمام حضری اور سفری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ چاہے جہری قراءت والی نماز ہو یا سہری قراءت والی۔“

اور پھر یہ حدیث لائے ہیں :

((۱)) (عن عبادة بن الصامت أن رسول الله ﷺ قال لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب)) (صحیح بخاری: ص ۱۰۳ ج ۱)

”یعنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ خواہ امام ہو یا مقتدی ہو، نماز نفل ہو یا فرض، سفری ہو یا حضری۔“

یہی حدیث انہی الفاظ میں صحیح مسلم (ص ۶۹ ج ۱ باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانما اذا لم يسكن الفاتحة۔ الخ) ابوداؤد (ص ۱۱۸ باب من ترك القراءة إلا بفاتحة الكتاب) نسائی (ص ۹۳ ج ۱ باب يجاب قراءة فاتحة الكتاب في الصلوة) ابن ماجہ (ص ۶۰ ج ۱ باب القراءة خلف الامام) میں موجود ہے۔

((۲)) (عن عبادة بن الصامت قال صلى رسول الله ﷺ الصبح فقلت عليه قراءة فما انصرفت قال اني اراكم تقرؤن وراء امامكم قال قلنا يا رسول الله اني والله قال لا تقبلوا الايام القرآن فانه لا صلوة لمن لم يقرأ بها)) (تحفة الاحوذی: ص ۲۵۳ ج ۱ باب ما جاء في القراءة خلف الامام۔)

”یعنی آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو، تو ہم نے کہا ہاں، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

احناف کے ایک استدلال کا جواب :

قارئین کرام! غور فرمائیے کہ اگر علمائے اسلام بالخصوص علمائے احناف، آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ** میں وارد تمام مسلمانوں پر جمعہ کی فرضیت کے عام حکم میں سے ازروئے حدیث غلام، عورت، مسافر اور مریض وغیرہ اور احناف کے ایک گروہ علمائے بریلویہ کے نزدیک، عورت، بچہ، غلام، بیمار، مسافر، دیہاتی، ناپیدنا اور لنگڑا پرست جمعہ کی فرضیت کو مستثنیٰ قرار دے لیں اور پھر اس استثناء کو صحیح قرار دیں تو پھر **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ** کے عام حکم سے ازروئے احادیث صحیح کثیرہ، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے استثناء کو کیوں صحیح اور درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

پس جس طرح مذکورہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ** کے عام حکم سے از روئے حدیث (اور وہ بھی ضعیف حدیث کے) غلام، مریض، عورت، مسافر وغیرہ پر جمعہ کی عدم فرضیت کی استثنا درست اور صحیح ہے، اسی طرح **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ** کے عام حکم سے از روئے احادیث صحیحہ کثیرہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی استثنا درست اور صحیح ہے۔ **فَمَا جَاءَكُمْ فَهُوَ جَوَابٌ**

پس ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدی کے لیے بھی سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ البتہ مقتدی امام کی قراءت کے وقت صرف سورت فاتحہ ہی پڑھے، سورت فاتحہ سے آگے مزید قرآن نہ پڑھے اور سورت فاتحہ آہستہ طور پڑھے۔

الحاصل امام، مقتدی، منفرد ہر نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ ضرور پڑھے۔ جو نمازی اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے گا اس کی وہ نماز نہیں ہوگی۔

اگر کوئی ضدی متعصب حنفی ان مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کے دلائل و براہین ہونے کے باوجود اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر مصر رہے کہ واذا قرئ القرآن والی آیت کی وجہ سے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے آیت کے معنی میں تعارض و تحالف پیدا ہوتا ہے، کیونکہ آیت کے الفاظ کے معنویت کا تقاضا ہے کہ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اس کی سنا جائے اور خاموش رہا جائے۔ تو ہم اس کی خدمت میں گزارش کریں کہ یہ تعارض و تحالف توجہ ہوگا اگر مقتدی بھی امام کی طرح اونچی آواز میں سورۃ فاتحہ پڑھے، جیسا کہ نبی علیہ السلام کی امامت میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مسئلہ کی لاطعی سے آپ کے پیچھے اونچی آواز سے قرات کی تھی ۸۔ جس کی وجہ سے آپ کو پڑھنے میں دشواری پیش آگئی تھی تو نماز سے فراغت کے بعد آپ نے ان کو فرمایا:

((تَلَعْتُمْ تَفْرُونَ تَلَفْتُمْ يَا مَعْشَرَ قَوْمِ لُدُنَا : لَمْ يَأْتِ بِأَنْزِلِ اللَّهُ قَالًا : « لَا تَقْضُوا إِلَّا بِمَا نَحْنُ الْكِتَابُ فَاتَّزَلَّ لِلصَّلَاةِ لَمْ يَشْرَأْنَا »)) (البداء، ترمذی، والسنائی، مسانہ، بحوالہ مشکوٰۃ ج کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل دوم۔)

”شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا، ہاں (ہم آپ کے پیچھے پڑھتے ہیں) اے اللہ کے رسول۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم (ایسا) نہ کرو۔ (یعنی تم نہ پڑھا کرو) مگر سورت فاتحہ (پڑھا کرو)۔ کیونکہ اس کی کوئی نماز نہیں جس نے اس کو نہ پڑھا۔

حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے نماز میں اپنے پیچھے اونچی آواز سے قراءت کرنے والوں کو اونچی آواز سے قراءت کرنے سے منع کر دیا تھا اور آپ نے ان کو حکم فرمایا تھا کہ آہستہ آواز سے سورت فاتحہ پڑھا کرو۔ سورت فاتحہ سے مزید قراءت نہ کیا کرو۔ (اس کی صراحت و وضاحت سابقہ تفصیل سے گزر چکی ہے) غور کیجیے۔ جب مقتدی امام کی قرات کو سنے بھی اور خاموش بھی رہے اور سورت فاتحہ کو آہستہ طور پر پڑھے کہ دوسرا آدمی اس کے فاتحہ پڑھنے کو سن سکے تو پھر اس آیت کے معنی میں تعارض و تحالف کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اسی لیے تو کئی صحیح احادیث میں مقتدی کو اقرأ بجانہ نفسک (تو اس (سورت فاتحہ) کو آہستہ پڑھا کر) سے پابند کیا گیا ہے کہ مقتدی جبری نمازوں میں بھی سورت فاتحہ پڑھے، لیکن آہستہ آواز سے پڑھے۔ جیسا کہ اس معنی و مضموم کی کئی احادیث کا سابقاً ذکر ہو چکا ہے۔ میں حیران ہوں کہ علمائے احناف ذیل کی صورتوں میں حکم عام میں سے ذیل والی چیزوں کے پڑھنے کی استثنا کی ممانعت و مخالفت پر اصرار کر رہے ہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

(۱) واذا قرء القرآن آیت کے مطابق قراءت قرآن کے وقت سامع کو سننے اور خاموش رہنے کے حکم عام ہونے کے باوجود امام کی قرات کے وقت اجاب احناف مقتدی کو دعا وثناء «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ» پڑھنا عین جائز قرار دے رہے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۱۲۳، تہذیب ص ۸۳)

(۲) نماز فجر باجماعت ہونے کی حالت میں امام کی قراءت کے وقت صفوں کے پیچھے مسجد کے کسی ستون کے پاس کھڑے ہو کر فجر کی دو سنتیں پڑھ لینا جائز ہے۔ (رد المحتار ص ۳۸۱)

(۳) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے، لیکن اگر کسی کو دوران سماعت خطبہ یاد آگیا کہ اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی ہے تو عام علمائے احناف کے نزدیک خطبہ جمعہ کے وقت اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نماز جمعہ ہونے کی حالت میں بھی فجر کی نماز پڑھنی چاہیے۔ اگر فجر کی نماز پڑھنے کے دوران ہی نماز جمعہ ختم ہو گئی تو اب اس کو نماز ظہر پڑھنی چاہیے۔ (رد المحتار)



مذہب حنفیہ بھی کیا خوب ہے۔ واذ قرئ القرآن کے حکم عام کی وجہ سے احادیث صحیحہ کثیرہ ہونے کے باوجود امام کے پیچھے مقتدی کو آہستہ طور پر سورت فاتحہ پڑھنے کو علماء احناف ممنوع قرار دیں، لیکن جمعہ کے خطبہ کا سننا جو فرض ہے، خطبہ جمعہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، جمعہ کی نماز میں شامل ہونا فرض ہے، لیکن ان تینوں عام حکموں کی فرضیت کا قائل ہونے کے باوجود نماز فجر پڑھنے کے استثنائاً کو جائز قرار دینا حتیٰ کہ نماز فجر پڑھتے پڑھتے اگر نماز جمعہ ختم ہو جائے تو نماز فجر پڑھنے والے کو نماز ظہر پڑھ لینے کو صحیح قرار دینا صرف علماء حنفیہ کا ہی کارنامہ ہے۔

(۲) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے، دوران خطبہ اگر خطیب یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا آیت پڑھے تو عند الحنفیہ سامعین کو آہستہ آواز میں آپ پر درود سلام پڑھنا چاہیے۔ (شرح وقایہ ص ۷۵، رمز الحقائق شرح کنز الدقائق ص ۳۵)

قارئین کرام! غور کیجیے کہ جب علماء احناف کے نزدیک :

(۱) امام کے پیچھے اس کے مطلق قراءت کے وقت یا صرف قراءت بلا سیر کے وقت دعا و شفاء پڑھنا جائز ہے اور یہ واذ قرئ القرآن والی آیت سے ممنوع و ناجائز اور ممنوع ہوا؟ جو جواب دعا و شفاء کے جواز کا ہوگا وہی جواب ہمارا ہوگا۔

(۲) جب فجر کی نماز میں امام کی قراءت کے وقت علماء احناف فجر کی مکمل دو سنتوں کو مسجد کے کسی ستون وغیرہ کے قریب پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور امام کی قراءت کے وقت مقتدی کا ان دونوں رکعتوں کا پڑھنا آیت واذ قرئ القرآن سے ممنوع و حرام نہیں تو پھر امام کی قراءت کے وقت مقتدی کا صرف سورت فاتحہ پڑھنا کیوں ممنوع و ناجائز ہے؟ جو علماء احناف کا جواب سنت فجر کا ہوگا وہی جواب سورت فاتحہ کا ہوگا۔

(۳) اگر خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے وقت فجر کی نماز (دو سنت، دو فرض رکعات) کی قضا پڑھنے کو جائز قرار دیں اور آیت واذ قرئ القرآن سے ممنوع نہ سمجھیں تو پھر امام کے پیچھے صرف سورت فاتحہ پڑھنے کو کیوں ممنوع و ناجائز سمجھیں۔ جو جواب فجر کی نماز پڑھنے کا ہے وہی جواب امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کا ہے۔

(۴) اگر خطبہ جمعہ کے وقت خطیب کے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا پڑھنے پر سامع (سننے والا) آہستہ سے آپ پر درود سلام پڑھے اور آیت واذ قرئ القرآن کا خلاف نہ ہو اور خطبہ جمعہ کے سننے کی فرضیت کا خلاف نہ ہو تو امام کے پیچھے مقتدی کے آہستہ آواز میں سورت فاتحہ کا پڑھ لینا کیسے ممنوع و ناجائز ہوگا؟ خطبہ جمعہ کے وقت آپ پر درود سلام پڑھنے کا جو جواب ہوگا وہی جواب امام کے پیچھے مقتدی کے لیے سورت فاتحہ پڑھنے کا ہوگا۔

قرآن و حدیث کے ان دلائل و براہین سے ثابت ہوا کہ سورت فاتحہ اگرچہ قرآن مجید کی ایک سورت ہے۔ لیکن شان و عظمت کے اعتبار سے اسے باقی قرآن پر ایک گونہ امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ یہ قرآن مجید کی سب سے پہلی سات آیتوں والی سورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم رکھا ہے۔ بالیقین یہی ایک سورت ہے جو دنیائے جہاں کے پر مسلمان نمازی کو اس کی ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وہ عظیم الشان عظیم المرتبت سورت ہے جس کے پڑھے بغیر نہ کوئی نماز ہوتی ہے : اور نہ کوئی رکعت۔ چونکہ یہ سورت فاتحہ ہر نماز کی ہر نماز کی ہر رکعت میں بار بار دہرائی جاتی ہے اس لیے یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم نام سے عین اسم بامسمیٰ ہوئی۔ یہی وہ عظیم الشان سورت ہے جو نماز میں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان مناجات و مکالمہ کا سبب بنتی ہے اور نمازی اس کے پڑھنے سے مناجات الہی کے شرف سے مشرف ہوتا ہے۔ یہی وہ صورت ہے جو پورے قرآن مجید کے مفصل مضامین کا مجموعہ، خلاصہ اور لب لباب ہے۔

احناف کے اپنے گھر کی شہادت :

وَإِذْ قُرِئَ الْقُرْآنُ کے شان نزول اور اس سے لیے جانے والے ہمارے مذکورہ معنی و مضموم اور موقف کی تائید و توضیح حنفیہ کے اپنے گھر کی شہادت سے بھی ہو رہی ہے۔ چنانچہ مشہور دیوبندی مفسر مولانا عبد الماجد دریا آبادی۔ واذ قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون کے شان نزول کے متعلق یوں لکھتے ہیں :

حکم کے مخاطب ظاہر ہے کہ کفار و مشرکین ہیں اور مقصود اصلی یہ ہے کہ جب قرآن بہ غرض تبلیغ وغیرہ پڑھ کر تم کو سنایا جائے تو تم اسے توجہ و خاموشی کے ساتھ سنو۔ تاکہ اس کا

